حقِ معلومات قانون ۲۰۰۵ء کی اہمیت و افادیت

اس قانون کی قدر و منزلت قائم رکھنے کیلئے جلگاؤں کے، علی انجم رضوی صاحب کی جدوجہد کا ثمر

شیخ نثار احمد تنبولی، دھولیہ
موبائل نمبر9372822580

تعلیمی اعتبار سے پسماندہ اقلیت کیلئے مرکزی حکومت کی جانب سے، حکومت مہاراشٹر کو۲۰۰۱ء میں ۴، سولا کھ روپے ادا کئے جا چکے ہیں۔ لیکن متذکرہ رقم میں سے ۱۶۸، لاکھ روپے تادمِ تحریر یعنی سات سال سے سرکاری تجوری کی زینت بنے ہوئے ہیں جبکہ بقیہ ۲۳۲، لاکھ روپے تعلیمی اعتبار سے پسماندہ اقلیت پر نہ خرچ ہوتے ہوئے لوکل سیلف گورنمینٹ پر خرچ جا چکے ہیں Area Intensive Scheme کے تحت کروڑوں روپیہ، پرائمری، سیکنڈری اور ہائر سیکنڈری اسکول میں تعمیری کام کیلئے خرچ ہونا تھا۔ اسی یوجنا کا ایک حصہ مدرسہ ماڈرنائزیشن بھی ہے۔ لیکن انگلش، مہراٹھی اخبارات میں صرف اور صرف مدرسہ ماڈرنائزیشن کے تعلق سے ہی ذکر ملتا ہے۔ مرکزی حکومت کی جانب سے جاری کردہ پوسٹ میٹرک اسکالرشپ کے تحت مہاراشٹر میں ۶۹۰۰، اسکالرشپ دی جانی چاہیے تھی۔ لیکن صرف ۵۱۶۶، اسکالرشپ ہی منظور کی گئی۔ یہی حال Merit Cum Means Based اسکالرشپ کا بھی رہا ہے۔ منظور شدہ کوٹا تھا 1840، لیکن صرف 980، اسکالرشپ ہی منظور کی گئی۔ پوسٹ میٹرک کی آخری مدت تھی ۱۵، فروری، لیکن اخبارات میں اسکے تعلق سے ۱۶، فروری کے بعد خبریں شائع ہوتی رہی۔ مزید تفصیل سے قارئین کو ناقابل برداشت ذہنی اذیت پہنچے گی۔ لہذا قصہ مختصر۔

سکہ کی ایک بازو، یہ ثابت کرتی ہیکہ اقلیت کیلئے کاغذ پر منظور شدہ تقریباً ۷۰/۶۰، کے قریب یوجنائیں دھول کھاتے پڑی ہیں۔ جن کے تعلق سے نہ ہی حکومت کو شاں ہیکہ ان یوجناؤں سے اقلیت کو استفادہ ہو اور نہ ہی عام عوام ان یوجناؤں سے مستفید ہونے کیلئے بیدار ہیں۔ حکومت کے نمائندہ باہر سے کسی سرکاری مسلمان کو مہمانِ خصوصی بنا کر مقامی ورکشاپ کا انعقاد کرتے ہیں۔ یہ سرکاری مسلمان حکومت کے ایماء پر ہی سچر کمیٹی یا کوئی اور کمیٹی پر وہ دھواں دھار تقریر کرتے ہیں۔ جو موجود ہیں اس کے محاصل کی کسی کو تڑپ نہیں لیکن کچھ نیا ملنے کی تڑپ چہ معنی دارد؟ کروڑوں روپیہ جو ہمارے نام سے منظور ہو کر سرکاری تجوری میں دھول کھاتا ہوا پڑا ہے اسے ہم تک نہ پہنچاتے ہوئے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں اقلیت کی ترقی کیلئے سو کروڑ روپیہ امسال خرچ کرنا ہے۔ اکثر و بیشتر جگہ بیوروکریٹس سے لیکر منسٹر تک مخصوص سرکاری مسلمانوں کی مدد سے جگہ جگہ ایک مہینہ میں دو، دو، ورکشاپ لیکر ان یوجناؤں سے ہٹکر، اقلیت کیلئے کون کونسی نئی یوجنائیں مرتب کی جائیں اس جانب دھواں دھار تقاریر سے عدم بیدار قوم کو بھٹکایا جا رہا ہے۔ انکی نیت میں اگر کھوٹ نہیں تو، ہونا یہ چاہیئے تھا کہ حکومت کی منظور شدہ یوجناؤں سے استفادہ لینے میں کسے کہاں دشواریاں آرہی ہیں؟ ان یوجناؤں سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کیسے حاصل ہو؟ اس تعلق سے ورکشاپ میں بحث ہونا ضروری ہے لیکن....... یہ ہمارے ساتھ گھناؤنا مذاق نہیں تو کیا ہے؟ (بیشک ہر سیاسی مسلم رہنماء سرکاری مسلمان کی اصطلاح میں نہیں آتا ہے) شاید ان ورکشاپ یا ابھیاس کمیٹی کا مقصد ہی یہی ہے کہ پیاسا اس کے سامنے بہنے والی نہر کے ایک قطرہ پانی سے بھی محروم رہے جبکہ اسے اکسایا جا رہا ہے کہ اٹلانٹک سمندر کیلئے احتجاج کرے۔ آج کا کبوتر کل کے مور سے اچھا ہے یہ جانتے ہوئے بھی ہمارے رہنماء کسی ورکشاپ یا کسی ابھیاس کمیٹی میں حکومت کو یہ کہنے کی جراءت نہیں جٹا پا رہے ہیں کہ بابا! ہم پیاسے ہیں، آپ کی مہربانی سے ہی ہمارے سامنے ایک نہر کھدوائی گئی ہے، جس میں پانی بھی ہے، کچھ ایسا کرو کہ وہ پانی جو ہمارے لئے ممنوعہ پھل یا سراب کی حیثیت رکھتا ہے اس تک ہماری پہنچ ہو جائے۔

اقلیت کیا اور اکثریت کیا، سبھی برسرِ اقتدار حکومت اور بیوروکریٹس کے ننگے ناچ سے تنگ آچکے تھے۔ ۲۰۰۰ء کے بعد حالات اس قدر سنگین ہو گئے تھے کہ آج کے گاندھی، سبھاش چندر بوس اور اشفاق اللہ دوسری جنگ آزادی کا بگل پھونکنے ہی والے تھے کہ پہلے ریاستی سطح پر اور بعد میں مرکزی سطح پر قانون حق معلومات نافذ ہو گیا۔ (شکر خدا کا) مہاتما گاندھی نے کہا "The real Swaraj will come not by the acquisition of authority by a few but by the acquisition of capacity by all to resist authority when abused." ''حقیقی معنوں میں چند افراد کے ہاتھوں میں اختیار حاصل ہونے سے سوراج نہیں حاصل ہوگا بلکہ اسوقت تک سوراج میسر نہیں ہوگا، جب تک عام لوگ عہدیداروں کے ناجائز اختیارات کی مخالفت نہیں کریں گے۔'' قانون حق معلومات شائد اسی سوچ کا نتیجہ ہے۔ اگر اس ملک کے شہری چاہتے ہیں کہ اس ملک میں جمہوری اقدار پروان چڑھے، سرکاری کاموں میں شفافیت آئے اور رشوت خوری کے ناسور سے ہماری انتظامیہ پاک ہو جائے، تو جس طرح چند سرکاری مسلمان جگہ جگہ جا کر یہ کمیٹی وہ کمیٹی کے پرچار میں مصروف ہیں اسی طرح ہم عام لوگوں کو بھی ہر شہر میں جا کر وہاں کے مقامی سطح پر حقِ معلومات قانون پر کام کرنے والوں کے ساتھ مل بیٹھ کر ایک دوسرے کے تجربات کی لین دین کریں۔

متذکرہ قانون کے تعلق سے preamble میں ہی درج ہیکہ جمہوریت کی بقاء کیلئے ضروری ہیکہ معلومات سے لیس شہری ہوتا کہ انتظامیہ میں شفافیت پائی جائے اور انتظامیہ سے رشوت خوری کو دور کیا جا سکے۔ حکومت یا اس کے نمائندوں کو مجبور کیا جائے کہ وہ اپنی ذمہ داریوں کو بجا طور سے نبھائیں۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہیکہ ہمیں اس قانون کا استعمال بالخصوص اس مقصد کے لئے کرنا چاہئے کہ ملک میں نافذ ہونے والے تمام قوانین، آرڈیننس، نوٹیفیکیشن، سرکاری حکم نامہ اور سرکیولر کے تحت بااختیار لوگ اپنی ذمہ داریوں کو بحسن خوبی نبھا رہے ہیں یا نہیں، اس تعلق سے ملک کے شہریوں کا ایک بڑا اجتماع حقِ معلومات قانون کے تحت Informed Citizen ہو جائے۔ جس سے نہ صرف ملک میں قوانین پر عمل ہوں گا بلکہ رشوت خوری کی لعنت سے بھی ہمیں چھٹکارا مل سکتا ہے۔

قارئین اردو ٹائمز نے مئی مہینے میں پڑھا ہوں گا کہ کس طرح قانون حقِ معلومات کے ذریعے دھولیہ ضلع ایجوکیشن افسر اور منسلک عہدے داران پر پچیس ہزار روپئے کا جرمانہ عائد کیا گیا تھا۔ اس ضمن میں دوسری ایک کامیابی کا ذکر ضروری ہے۔ حقِ معلومات قانون کی قدر و منزلت قائم رکھنے کیلئے جلگاؤں کے مخلص ایکٹیویٹس جناب علی انجم رضوی صاحب کی کوشش پر ایک غائرانہ نظر ڈالنا آرٹیکل کے ساتھ انصاف ہوگا۔ جون مہینہ میں سید علی انجم رضوی صاحب نے ضلع جلگاؤں کے پرائمری ایجوکیشن افسر سے مورخہ ۲۷ر مئی ۲۰۰۶ء کے عریضہ کے ذریعہ کل پانچ نقاط پر معلومات طلب کی تھی۔ متذکرہ نقاط کے تعلق سے معلومات طلب کرنے کے پیچھے بقول علی انجم رضوی صاحب، مقصد یہ تھا کہ شکسن منڈل مہانگر پالیکا جلگاؤں کے تحت اردو اساتذہ کی خالی جگہ پر بے روزگار اساتذہ کی بجائے برسرِ روزگار اساتذہ کو ایک طرفہ بدلی کے ذریعہ پُر کئے جانے کے تعلق سے معلومات طلب کی گئی تھی۔ فراہم کردہ معلومات سے تسلی نہ ہونے پر علی انجم رضوی صاحب نے ۲۵ر اگست ۲۰۰۶ء کو پہلی اپیل داخل کی۔ پہلی اپیل کے فیصلہ پر تسلی نہ ہونے پر موصوف نے Maharashtra State Information Commission Bench, Aurangabad کے دربار میں دوم اپیل داخل کی۔ اس اپیل کے فیصلہ میں خاص بات یہ نظر آتی ہے کہ State Publication Information Officer نے معلومات فراہم کرنے میں ٹال مٹول کیا اور کہیں پر غلط معلومات فراہم کی۔ دیگر یہ کہ معلومات تاخیر سے اور دو قسطوں میں دی گئی جبکہ معلومات دینا اتنا مشکل کام نظر نہیں آتا ہے۔ لہٰذا قانون حق معلومات کے سیکشن ۲۰، کے تحت منسلک افسر پر بلاشبہ جرمانہ عائد کیا گیا۔ لہٰذا خاطی افسر کے اپنے فرض کو نبھانے میں کوتاہی کی پاداش میں کمیشنر صاحب نے Director of Education, Maharashtra State, Pune کو حکم دیا کہ خاطی افسر کی اپنے فرائضِ منصبی ادا کرنے کے کام میں فقدان کی پاداش میں ان پر مروجہ قانون کے تحت فیصلہ کے دو مہینہ کے اندر تادیبی کاروائی کی جائے۔ یہاں ایک بات قابل غور ہیکہ قانون حق معلومات کے سیکشن ۲۰، کے تحت خاطی افسران کے خلاف دو قسم کی کاروائی کی جاسکتی ہے ایک تو یہ کہ معلومات جتنے دنوں کی تاخیر سے دی گئی اتنے دنوں تک فی دن ۲۵۰ روپئے جرمانہ خاطی افسر پر عائد کیا جائے یا/اور خاطی افسر کے خلاف تادیبی کاروائی کرنے کیلئے محکمہ کے اعلیٰ افسر کو حکم دیا جائے۔ اگر کسی افسر پر صرف مالی جرمانہ عائد کیا جاتا ہے تو یہ سزا بہت کم ہے بہ نسبت اس کے کہ اس افسر کے خلاف تادیبی کاروائی کا حکم مل پائے۔ کیوں کہ تادیبی کاروائی سے منسلک افسر کی ملازمت پر ایک گہرا داغ لگتا ہے، جو مکمل ملازمت کے دوران اس کیلئے نقصان دہ ہوتا ہے۔ اسلئے کوشش یہ ہونا چاہئے کی اپیل کنندہ اس بات پر زور دے کہ اگر کسی بھی افسر نے قانون حق معلومات کی پامالی کی ہے تو اس کے خلاف مالی جرمانہ کے ساتھ ساتھ تادیبی کاروائی بھی ہو۔ ایسا کرنے سے دیگر افسران اپنے فرض منصبی میں ہرگز کوتاہی نہ برتیں گے۔

جس طرح ماموں، بیشک باپ کا سالا ہوتا ہے لیکن ہم اسے ماموں ہی کہتے ہیں۔ اشارہ اس بات کی طرف ہیکہ معلومات مانگنے، پہلی اپیل اور دوسری اپیل کے طریقہء کار کے تعلق سے ہمیں مکمل اور صحیح طور سے تکنیکی اور قانونی معلومات کی اشد ضرورت ہے۔ راقم الحروف نے تقریباً ۹۰/۸۰ دوم اپیل کے فیصلہ جات کا بغور مطالعہ کیا ہے۔ جن میں سے صرف دو خاطی افسران پر ہی سیکشن ۲۰، کے تحت جرمانہ عائد کیا گیا ہے۔ بیشک کچھ اپیل میں یہ انکشاف ضرور ہوا ہے کہ منسلک اپیل کنندہ نے اپنی بات صحیح اور قانونی طریقے سے کمیشن کے روبرو نہیں رکھی تھی۔ لہٰذا جہاں کہیں بھی کسی بھی شہر میں قانون حق معلومات کے تعلق سے مکمل قانونی ٹریننگ کے لئے ورکشاپ کا انعقاد کیا جائے گا تو انشاء اللہ راقم الحروف خدمت کیلئے تیار ہے۔